عید اضحیٰ

شاعر فطرت مرزا تصدق حسین صدقؔ جائسی

لطف ذکر حق ہے اچھے دن کی اچھی رات ہے
عہد ابراہیمؑ پیغمبر کی سچی بات ہے

دور باطل ہے جہاں پر حکمراں نمرود ہے
مدعی شان خدائی کا عجب مردود ہے

سجدہ کرتے ہیں اسی بدبخت کو باطل پرست
دور جامِ بادۂ غفلت سے اک عالم ہے مست

اک جگہ اک مختصر سا گھر ہے لیکن پاک وصاف
پاک دل شام وسحر کرتے ہیں اس گھر کا طواف

دین کا مرکز ہے، وہ مسکن ہے ابراہیم کا
جن کے در کی خاک سے کم تر ہے رتبہ سیم کا

شب کو لیٹے ہیں خلیل اللہ کملی تان کے
سو رہے ہیں خاک پر پیغمبرانہ شان سے

چشم ظاہر بند لیکن دیدۂ باطن ہیں وا
آج تک وہ خواب ہے زرّیں ورق تاریخ کا

ضبط ہے مشکل نہ جب تک کامل الایمان ہو
ذبح خود کرتے ہیں دیکھا اپنے اسمٰعیل کو

تین دن تک ایک ہی خواب آپ جب دیکھا کیۓ
مرضیٔ معبود کے سِترِ خفی کو پاگئے

صبر وایماں میں ہر اک اپنا نمونہ آپ ہے
دیندار ایسا کوئی بیٹا نہ کوئی باپ ہے

ہاجرہ سی ماں بھی دنیا میں کہاں پیدا ہوئیں
فخر آدم زوج تھا خود نازش حوا ہوئیں

ان سے فرمایا مری دعوت ہے اک مومن کے گھر
ساتھ اس دعوت میں جائے گا مرا نور نظر

ہے کہاں، دیکھو تو اسمٰعیل اے گردوں اساس
اس کو نہلا کر پنھا دو قابل دعوت لباس

ماں نے کنگھی کرکے چھڑکا مُشکِ آہوئے ختن
خوشنما اُجلی سی اک پوشاک کی زیبِ بدن

جب دیا چشم پسر میں سرمۂ دنبا لہ دار
ہو گئی نور نظر کی ایک سے زینت ہزار

ساتھ اب بیٹے کو لے کر یوں سوئے صحرا چلے
جسم کے ہمراہ جیسے جسم کا سایا چلے

جا کے جنگل میں کہا بیٹے سے اے جان پدر
تیری قربانی کا طالب ہے خدائے بحر وبر

سن کے یہ تقریر بولا باپ سے وہ مہ لقا
لاکھ جانیں ہوں مری قربان ایمائے خدا

جاں سے حاضر ہے ادا کرنے کو اسمٰعیل فرض
حکم خالق کی ہے مجھ پر آپ پر تعمیل فرض

ہوگئے اب آپ آمادہ ادائے فرض پر
ہاتھ میں لے لی چھری آنکھوں پہ پٹی باندھ کر

جس گھڑی حضرت نے لیکن قصد قربانی کیا
عید قرباں میں جو قربانی کا یہ دستور ہے
عید اضحیٰ آپ کو لائی ہے عشرت کا پیام
دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ ہے

زیر زانو اک ملک نے لا کے دنبہ رکھ دیا
پیروی اس رہنمائے خلق کی منظور ہے
آپ کو اس عید کی شادی مبارک والسلام
مے کشوں کے سر پہ یا رب پیر میخانہ رہے

عید غدیر

شاعر فطرت مرزا تصدق حسین صدقؔ جائسی

فصاحت وجد میں ہے خطبہ خواں عالم کا رہبر ہے
بھرا ہے نوریوں سے دشت، تقریر پیمبر ہے
بچھی ریگ رواں کی دور تک اُجلی سی چادر ہے
اسی منبر سے وہ مہر رسالت نور گستر ہے
زمیں پر باادب، سادہ مزاج اصحاب بیٹھے ہیں
زہے حسن تکلم، واہ رے معجز بیاں بندے
خدا کی حمد میں دریا فصاحت کے بہا ڈالے
خلاصہ آج کے خطبے کا تجویز نیابت ہے
یہی ہے بعد میرے جانشیں میرا زمانے میں
علیؑ مولا ہے اس کا جو مجھے آقا سمجھتا ہے
نبیؐ و مرتضیٰؑ اک نور واحد کے ہیں دو ٹکڑے
نبی اللہ کے پیارے تھے باپ اک پیاری بیٹی
کے
سنورتے ہیں امور سلطنت، دست وزارت سے
براہِ کربلا، اِذنِ حضوری دیجئے اب تو

زباں حضرت کی ہے یا موجۂ تسنیم وکوثر ہے
غدیر خُم کا میداں جلوہ زار نور داور ہے
کجاووں سے بنا اک سمت اک سادہ سا منبر ہے
بہار ہفت جنت، رونق گیتی پہ ششدر ہے
سروں پر ضوفشاں بے چوبہ گردوں کا منظر ہے
تری ہر بات پر صلِّ علیٰ ہفت آسماں پر ہے
ترا اک ایک خطبہ آج بھی دنیا کو ازبر ہے
علیؑ کے حق میں فرماتے ہیں یہ تم سب سے بہتر ہے
یہی میں حکم دیتا ہوں یہی فرمان داور ہے
نہ کوئی اس سے افضل ہے نہ کوئی اس سے بہتر ہے
ہے اک ان میں پیمبر دوسرا نفس پیمبر ہے
علی، اللہ کے پیارے کے اس پیاری کا شوہر ہے
نبی کوثر کے مالک ہیں، علی ساقیٔ کوثر ہے
غلام اک صِدقؔ بھی حضرت کا اے مولائے قنبر ہے